بحث و نظر

مولانا مفتی غلام قادر حقانی صاحب

استاذ التخصص والافتاء فی الفقہ الاسلامی، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

کیا ملت اسلامیہ وحدت رمضان و عیدین پر اتفاق کر سکتی ہے ؟

﴿اس موضوع پر ہم علماء، مفتی حضرات، اہل علم اور محققین کو اظہار خیال کی دعوت دیتے ہیں﴾ (ادارہ)

جیسا کہ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ پوری دنیا میں اس وقت مواصلاتی نظام جس برق رفتار ترقی سے دوڑ رہا ہے اور جس نت نئے انداز سے سفر کر رہا ہے اور یہ کہ اس وقت پوری دنیا ایک گلوبل روم کی طرح مختصر سا کمرہ بن چکی ہے بیک وقت شرق و غرب کے لوگ ایک دوسرے کو حالات سے مطلع کر سکتے ہیں۔ انسان کے سامنے فاصلے سمٹ گئے ہیں۔ مطالع و مغارب اب سب کے سامنے ہیں۔ دوریاں سمٹ گئی ہیں۔ اس دور میں مسلمانوں کی وحدت اور اتفاق کی اشد ضرورت ہے۔ مشرق اور مغرب کے مسلمانوں کی تنظیم اور ارتباط سے پوری دنیا متاثر ہو سکتی ہے۔ توحید الصوم والاعیاد سے مسلمانوں کا مشترکہ اثر پوری دنیا پر پڑ سکتا ہے۔ چنانچہ عرصہ دراز سے جس چیز کیلئے امت مسلمہ بے چین تھی اور جس کیلئے ہر خاص و عام کے دل میں ایک تڑپ اور ولولہ کروٹیں لے رہا تھا ہر مسلمان کی اس دیرینہ خواہش اور بیک وقت مشترکہ عبادت کی صحیح اور جامع نظر پیش کرنے کیلئے یہ قدم اٹھایا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں عصر حاضر کے بعض محترم اکابر علماء کرام نے اس پیش آوردہ مسئلہ کی تحقیق پر مجبور بھی کیا ہے، کیونکہ علماء کرام ہر دور کے لوگوں کیلئے نباض ہوتے ہیں۔ چنانچہ مناسب معلوم یہ ہوا کہ امت مسلمہ کے مایہ ناز اور ممتاز علماء کرام اور مفتیان عظام حضرات سے اس مسئلہ میں رائے طلب کی جائے اس مقصد کے پیش نظر یہ مسئلہ پاکستان، ہندوستان، افغانستان، سعودی عرب، مصر، شام، ترکی وغیرہ کے علماء کرام کی خدمت میں پیش کیا جائیگا۔ علماء کرام سے اس پر تحقیق کرانا مقصود نہیں بلکہ جو تحقیقات اس مسئلہ میں علماء کرام کے سامنے پیش خدمت ہیں ان پر صرف اپنی رائے گرامی کی وضاحت درج فرمائیں۔

علماء کرام سے درخواست ہے کہ اختصار کے ساتھ اپنی رائے گرامی رقم فرما کر مہر و دستخط

ضرور کریں۔ ہم تہہ دل سے آپ کے شکر گزار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا اور آخرت کی سرفرازی نصیب فرمائے۔ (آمین)

استفتاء

محققین علماء کرام کی کتابوں میں یہ مسئلہ واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ جمہور احناف اور موالک وحنابلہ تینوں مذاہب نے رؤیت ہلال میں اختلاف مطالع کو غیر معتبر قرار دیا ہے۔ البتہ شوافع نے اختلاف مطالع کو اعتبار دیا ہے اور یہ مسئلہ بھی واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ ریڈیو، ٹیلیفون اور ٹیلیگراف کی خبر پر رؤیت ہلال میں اعتماد کرنا درست ہے۔

تفصیل ذکر کرنے سے پہلے یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر مندرجہ ذیل تحقیقات کے مطابق جن ممالک میں ایک دن رات کا فرق نہ ہو ان ممالک اسلامیہ میں روزہ اور عید متفرق ایام کے بجائے بہتر یہ ہوگا کہ سب اسلامی ممالک ایک ہی دن میں روزہ، عید اور عرفہ میں ایک دوسرے کیساتھ متفق ومتحد ہوں۔ اور سرکاری ذرائع ابلاغ بروئے کار لاکر ایک ملک والے دوسرے ملک والوں کو رؤیت ہلال پر باضابطہ طور پر مطلع کرتے رہیں اور صوم وعید میں اسلامی ملکوں کا باہمی اتفاق ہو، فقہی نقطہ نظر سے بھی اس میں کوئی اشکال باقی نہیں رہیگا اور عام مسلمان روزہ اور عید کی تشویشات سے بچ سکیں گے۔ کیا آپ اس مسئلہ میں کہ ملت اسلامیہ کے صوم وعیدین ایک ہوں ہمارے ساتھ متفق ہیں یا نہیں ؟ کیا آپ مندرجہ ذیل تحقیقات کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں یا نہیں ؟ آپ اپنی رائے گرامی سے ہمیں مطلع فرمائیں۔

محققین علماء اکرام کی تحقیقات : یہاں مزید تفصیلات کی گنجائش نہیں لہذا صرف دو محققین حضرات کی تحقیق پر اکتفاء کیا جارہا ہے۔ جو آج تک بقید حیات ہیں۔ (۱) الشیخ الدکتور وھبۃ الزحیلی صاحب مدظلہ، دمشق، شام (۲) الشیخ حضرت العلامہ مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ، کراچی۔

(اگر اس مسئلہ میں کسی صاحب کو کوئی اشکال ہو تو بندہ کی طرف رجوع کرسکتا ہے)۔

علامہ دکتور وھبۃ الزحیلی اپنی کتاب "الفقہ الاسلامی وادلتہ" (ج ۲ ص ۶۰۵ / ۶۱۰) میں ائمہ اربعہ کے مذاہب کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"المطلب الثالث ، اختلاف المطالع، اختلف الفقهاء على رأيين فى وجوب الصوم وعدم وجوبه على جميع المسلمين فى المشارق والمغارب فى وقت واحدٍ بحسب القول باتفاق مطالع القمراواختلاف المطالع ففى رأى الجمهور: يوجدالصوم بين المسلمين ولا عبرة باختلاف المطالع وفى رأى الشافعية يختلف بدء الصوم والعيد بحسب اختلاف مطالع القمريين مسافات بعيدة ولاعبرة فى الاصح بماقاله بعض الشافعية من ملاحظة الفرق بين البلدالقريب والبعيد بحسب مسافة القصرهذا ومع العلم بأن نفس اختلاف المطالع لانزاع فيه، فهوامرواقع بين البلاد البعيدة كاختلاف مطالع الشمس ولاخلاف فى أن للامام الامربالصوم بما ثبت لديه لان حكم الحاكم يرفع الخلاف واجمعواأنه لايراعى ذالك فى البلدان النائية جداً كالاندلس والحجاز'واندونيسيا والمغرب العربى۔ (ردالمختارلابن عابدين: ۲/۱۳۱'مجموعة رسائل ابن عابدين : ۱/۲۵۳۔ تفسير القرطبى: ۲/۲۹۶' فتح البارى: ۸۷/٤' المجموع: ٦/۳۰۰' بداية المجتهد ۱/۲۷۸' القوانين الفقهية : ص ۱۱٦) واذكر اولاً عبارات الفهقاء فى هذاالموضوع المهم ۔قال الحنفية: اختلاف المطالع ' ورؤية الهلال نهاراًقبل الزوال وبعده غيرمعتبرعلى ظاهرالمذهب ، وعليه اكثرالمشائخ ' وعليه الفتوىٰ فليزم أهل المشرق برؤية اهل المغرب اذاثبت عندهم رؤية اوليك بطريق موجب كان يتحمل اثنان الشهادة اويشهدا على حكم القاضى' اويستفيض الخبر' بخلاف ماأذا اخبرأن أهل بلدة كذارأوه: لانه حكاية۔ (الدرالمختاروردالمحتار: ۲/۱۳۱۔۱۳۲' مراقى الفلاح: ص ۱۰۹ ۔وقال المالكية: اذارأى الهلال عم الصوم سائرالبلاد قريباً اوبعيداً ولايراعىٰ فى ذالك مسافة قصر، ولااتفاق المطالع وعدمها ' فيجب الصوم على كل منقول اليه ان نقل ثبوته بشهادة عدلين اوجماعة مستفيضة أى منتشرة' الشرح الكبير : ۱/۵۱۰' بداية المجتهد: ۱/۲۲۸ ومابعدها'القوانين الفقهية: ص ۱۱٦ وقال الحنابلة : اذاثبت رؤية الهلال بمكان قريباً كان او بعيداً لزم الناس كلهم الصوم' وحكم من لم يره حكم من رآه، كشاف القناع : ۲/۳۰۳ ۔ واما الشافعية فقالوا: اذارئى الهلال ببلدلزم حكمه

البلدالقریب لاالبعید بحسب اختلاف المطالع فی الاصح ۔ المجموع: ۲۹۷/۶۔۳۰۳، مغنی المحتاج: ۴۲۲/۱۔۴۲۳ ۔ ادلة الجمهور: استدلوا بالسنة والقیاس ۔

اماالسنة فهوحدیث أبی هریرةؓ وغیره : صوموالرؤیته وافطروالرؤیته فان اغمی علیکم الهلال فاکملوا عدة شعبان ثلاثین ۔ رواه البخاری ومسلم (نیل الاوطار: ۱۹۱/۳) فهو یدل علی أن ایجاب الصوم علی کل المسلمین معلق بمطلق الرؤیة والمطلق یجری علی اطلاقه ۔فتکفی رؤیة الجماعة أوالفردالمبقول الشهادة واماالقیاس فأنهم قاسوا البلدان البعیدة علی المدن القریبة من بلدالرؤیة اذلافرق والتفرقة تحکم لاتعتمد علی الدلیل ۔ هذا وقدذکرابن حجرفی الفتح سته اقوال فی الموضوع وقال الصنعانی والاقرب لزوم أهل بلدالرؤیة ومایتصل بها من الجهات التی علی سمتها أی علی خط من خطوط الطول: وهی مابین الشمال الی الجنوب اذبذالك تتحدالمطالع وتختلف المطالع بعدم التساوی فی طول البلدین أوباختلاف درجات خطوط العرض: وقال الشوکانی : ان الحجة انما هی فی المرفوع من روایة ابن عباسؓ لافی اجتهاده الذی فهم عنه الناس ۔ والمشارالیه بقوله : هکذاأمرنا رسول الله ﷺ وقوله : فلانزال نصوم حتیٰ نکمل الثلاثین ۔ والامر الوارد فی حدیث ابن عمرؓ ، لایختص بأهل ناحیة علی جهة الانفراد بل هوخطاب لکل من یصلح له من المسلمین : فالاستدلال به علی لزوم رؤیة اهل بلدلغیرهم من اهل البلاد اظهر من الستدلال به علی عدم اللزوم لأنه ازارأه اهل بلدفقدرأه المسلمون فلیزم غیرهم مالزمهم والذی ینبغی اعتماده هو ماذهب الیه المالکیة وجماعة من الزیدیة واختاره المهدی منهم وحکاه القرطبی عن شیوخه أنه اذارأه اهل بلدلزم اهل البلادکلها ۔ نیل الاوطار : ۱۹۵/۳ ۔ وهذاالرأی (رأی الجمهور) هو الراجح لدیّ توحیداًللعبادة بین المسلمین : ومنعاً من الاختلاف غیرالمقبول فی عصرنا ولان ایجاب الصوم معلق بالرؤیة دون تفرقة بین الاقطار۔ والعلوم الفلکیة تؤیدتوحید اول الشهر بین الحکومات الاسلامیة لان أقصی مدة بین مطلع القمرفی اقصی بلد اسلامی وبین مطلعه فی اقصیٰ بلد اسلامی آخر نحو ۹ ساعات فتکون بلادالاسلام کلها مشترکة فی اجزاء من اللیل تمکنها من

الصيام عندثبوت الرؤية والتبليغ بها برقياً أوهاتفياً ۔ كتاب الشيخ محمد ابوالعلاء البنا مدرس الفلك بكليه الشريعة بالازهر: ص ٤٤ ۔

حضرت زحیلی صاحب کی تحقیق کا خلاصہ : جمہور حنفیہ، مالکیہ، حنابلہ کے نزدیک اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے اور یہ قول مفتی بہ ہے۔ تمام امت مسلمہ کا صوم و عید کا دن ایک ہے۔ عالم اسلام صوم و عید کی خبر رسانی کیلئے ٹیلی فون، فیکس، ای میل، تار برقی وغیرہ کا سبک رفتار نظام استعمال کرے اگر حاکم وقت کسی خبر پر مطمئن ہوا تو اس خبر پر صوم و عید کا اعلان کر سکتا ہے۔

حضرت العلامہ مفتی رشید احمد صاحب مد ظلہ نے اپنی کتاب "احسن الفتاویٰ" ج ۴ ص ۴۹۹ میں ایک رسالہ "الطّوالع لتنویر المطالع" کے نام سے قلمبند کیا ہے۔ اس رسالے کا خلاصہ یہ ہے۔ (لاعبرۃ لاختلاف المطالع) ہم اس رسالے سے کچھ عبارت نقل کرتے ہیں۔ اگر مزید تفصیل کی ضرورت ہو تو "احسن الفتاویٰ" کی طرف رجوع کر کے تشفی حاصل کریں۔

حضرت مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ شوافع کے سوا اور کسی مذہب میں بھی اختلاف مطالع معتبر نہیں۔

سوال: زید کہتا ہے کہ ایک علاقہ میں رؤیت ہلال کی وجہ سے دوسرے علاقہ میں صوم واجب نہیں کیا زید کا قول صحیح ہے؟۔

الجواب: زید کا یہ قول صحیح نہیں۔ صوم میں اختلاف مطالع صرف شوافع حضرات کے ہاں معتبر ہے۔ باقی ائمہ کے ہاں معتبر نہیں۔ حنفیہ، حنابلہ اور مالکیہ کا اتفاق ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں بلکہ اہل مغرب کی رؤیت سے اہل مشرق پر صوم فرض ہو جائیگا۔ " قال فی شرح التنویر' واختلاف المطالع ورؤيته نهاراً قبل الزوال وبعده غيرمعتبر علىٰ ظاهرالمذهب وعليه اكثر المشائخ وعليه الفتوىٰ ۔ بحرعن خلاصه ۔ فيلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب اذا ثبت عندهم رؤية اوليك بطريق موجب كمامروقال الزيلعى الاشبه ان يعتبر لكن قال الكمال الاخذ بظاهر الرواية احوط وقال فى الشامية وانما الخلاف فى اعتبار اختلاف المطالع بمعنى انه هل يجب علىٰ كل قوم اعتبار مطلعهم ولايلزم احدا العمل بمطلع غيره ام لايعتبر اختلافها بل يجب العمل بالاسبق رؤية حتى لو رؤى فى المشرق ليلة الجمعة وفى المغرب ليلة السبت وجبت على اهل المغرب بما رأه اهل المشرق فقيل بالاول واعتمده

الزیلعی وصاحب الفیضی وھوالصحیح عندالشافعیة (الیٰ قوله) وظاھرالروایة الثانی وھو المعتمد عندنا وعندالمالکیة والحنابله لتعلق الخطاب عاماً بمطلق الرؤیة فی حدیث صوموا لرؤیته الخ ۔ (ردالمحتارج۲ ص ۹٤ مطلب فی اختلاف المطالع) وقال ابن عابدین فی رسالته المسمیٰ ' تنبیه الغافل والوسنان علی احکام ھلال رمضان ۔ لکن المعتمد الراجع عندنا انه لااعتبار به (ای باختلاف المطالع) وھو ظاھر الروایة وعلیه المتون کاالکنزوغیرہ وھو الصحیح عندالحنابلة کما فی الانصاف وکذا ھو مذھب المالکیة (الیٰ ان قال) قال العلامة المحقق الشیخ کمال الدین بن الھمام فی فتح القدیر واذا ثبت فی مصرلزم سائر الناس فیلزم اھل المشرق برؤیة اھل المغرب فی ظاھر المذھب ۔ والاخذ بظاھر المذھب احوط ۔ قال فی الفتاویٰ التارخانیه وعلیه فتویٰ الفقیه أبی اللیث وبه کان یفتی الامام الحلوانی وکان یقولُ لورأہ اھل المغرب یجب الصوم علی اھل المشرق وفی الخلاصة وھوظاھر المذھب وعلیه الفتویٰ ۔ ثم اجاب المحقق ابن الھمام عن الحدیث المار بقوله وقد یقال ان الاشارة فی قوله ھکذا الیٰ ماجریٰ بینه وبین رسول ام الفضل وحِ لادلیل فیه لان مثل ماوقع من کلامه لووقع لنالم نحکم به لانه لم یشھد علی شھادة غیرہ ولاعلی حکم الحاکم ۔ فان قیل اخبارہ عن صوم معاویةؓ یتضمنه لانه الامام یحاب بانه لم یأت بلفظة الشھادة ولوسلم فھو واحد لایثبت بشھادته وجوب القضاء علی القاضی ۔ (رسائل ابن عابدین ج۲ ص ۲۵۱) رسائل ابن عابدین

کاحوالہ احسن الفتاویٰ میں مذکور نہیں ہے تاہم تائید کیلئے ذکر کیا گیا ہے۔ آگے چل کر حضرت مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ علامہ ابن عابدینؒ نے عدم اعتبار اختلاف مطالع کو صرف صوم کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہے۔حج اور قربانی وغیرہ میں اختلاف مطالع کو معتبر تسلیم کیا ہے۔ مگر حکیم الامت قدس سرہ العزیز نے عدم اعتبار کو جملہ اھلۃ کیلئے عام قرار دیا ہے۔انہوں نے امداد الفتاویٰ سے حکیم الامت صاحب کی رائے نقل کی ہے۔ ہم بغرض اختصار اسے حذف کرتے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا عبدالحئی صاحب نے پہلے مجموعۃ الفتاویٰ جلد

دوم میں اختلاف مطالع کے قول کو ترجیح دی ہے مگر جلد سوم ص ۷۰ پر جمہور کے قول کے مطابق مطلقاً عدم اعتبار کا فتویٰ دیا ہے۔ بدائع کی عبارت سے جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں بدائع کی عبارت یہ ہے : "قال فی البدائع هذا اذاكانت المسافة بين البلدين قريبة لاتختلف فيه المطالع فاما اذاكانت بعيدة فلايلزم احد البلدين حكم الآخر لان مطالع البلاد عند المسافة الفاحشة تختلف فيعتبر فی اهل كل بلد مطالع بلدهم دون البلاد الاخر۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحب بدائع نے یہ کہا ہے کہ ایک بلد کا حکم دوسرے بلد میں لازم نہیں یہ نہیں کہا ہے کہ ایک بلد کا حکم دوسرے بلد میں جائز نہیں۔ یعنی بدائع کی عبارت میں اختلاف مطالع کے اعتبار یا عدم اعتبار کا بیان مقصود نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ اگر دو شہر آپس میں اتنے قریب ہوں کہ اگر ان میں اختلاف مطالع کا کوئی امکان نہ ہو تو یہ دونوں ایک شہر کے حکم میں ہوں گے یعنی ایک شہر میں ثبوت رؤیت کی خبر دوسرے شہر والوں پر حجۃ ملزمہ ہو گی وہاں کسی علیحدہ حجت کی ضرورت نہیں۔ اس کے برعکس اگر دو شہروں کا مطلع مختلف ہے تو اگرچہ یہ اختلاف مطالع عند الاحناف ظاہر الروایۃ پر معتبر نہیں، مگر ایک شہر میں ثبوت کی خبر دوسرے شہر والوں پر حجۃ ملزمہ نہ ہو گی بلکہ ان کیلئے مستقل حجت (شہادت علی الشہادت یا شہادت علی القضاء یا استفاضہ) ضروری ہے۔ ریڈیو، ٹیلیفون، تار برقی۔

حضرت مفتی صاحب احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۴۷۹ میں لکھتے ہیں۔ ۱۶۔ ستمبر ۱۹۵۴ء کو مدرسہ قاسم العلوم میں مفتیان پاکستان کا ایک اجتماع کرایا اور دو دن مکمل بحث کے بعد جو فیصلہ ہوا سب علماء کی تصدیقات حاصل کرنے کے بعد اب اس کو مسلمانوں کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اختصار کیلئے ہم نے درمیان سے کچھ عبارات حذف کر دی۔ آگے لکھتے ہیں۔ (۲) ریڈیو، ٹیلی فون، تار برقی، خط اور اخبار میں یہ فرق ہے کہ تار برقی اور اخبار سوائے صورت استفاضہ کے ہرگز معتبر نہیں البتہ خط بشرط معرفۃ الکاتب وعدالتہ اور ریڈیو، ٹیلیفون بشرط معرفۃ صاحب الصوت وعدالتہ درجہ اخبار میں معتبر ہوں گے۔ شہادت میں نہیں ہوں گے۔ ریڈیو میں یہ شرط اثبات رؤیت کیلئے ہے فیصلہ نشر کرنے کیلئے نہیں بلکہ اتنا کافی ہے کہ ریڈیو قابل اعتماد نظم کے ماتحت ہو۔ (۳) مجلس

نے یہ بھی طے کیا ہے کہ اگر جماعت علماء مجاز کے سامنے احکام شرع ہلال صوم یا فطر ثابت ہو جائے اور اس کا اعلان ریڈیو میں حاکم مجاز کی طرف سے ہو تو اس کے حدود ولایت میں سب کو اس پر عمل کرنا لازم ہوگا۔ حضرت مفتی صاحب نے اس مضمون کا نام (علماء کا متفقہ فیصلہ) رکھا ہے اور اس کے اخیر میں ۴۲ علماء کرام ومفتیان عظام کی تصدیقات درج کی ہیں۔ اختصار کے پیش نظر چند اسماء گرامی لکھتے ہیں۔ تشفی حاصل کرنے کیلئے اصل کتاب کی طرف رجوع کیا جائے۔

(۱) حضرت مولانا خیر محمد صاحب، خیر المدارس ملتان (۲) حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مفتی قاسم العلوم ملتان (۳) حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی تھانوی (۴) حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری (۵) شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (۶) حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب دارالعلوم دیوبند۔

حضرت مفتی صاحب کی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے اگر ریڈیو قابل اعتماد نظم کے ماتحت ہو تو ریڈیو کی خبر پر اعتماد کرنا درست ہے اگر ریڈیو حاکم مجاز کی طرف سے ہو تو اس کے حدود ولایت میں سب کو اس پر عمل کرنا لازم ہوگا۔

بقیہ صفحہ ۵۵ سے

ومنتشر ہیں۔ (۱۹). یہ کتاب ختم نبوت اور فضیلت محمدیؐ جیسے عظیم موضوعات کا احاطہ کرتی ہے اب اگر ں پر انکار ختم نبوت ہی کا الزام آئے تو اسے کیا کہے گا (ملاحظہ فرمائیں مولانا احمد رضاخان بریلویؒ کی کتاب حسام لحرمین، طبع ۱۹۷۵ء، ص: ۲۰)۔ (۲۰). مولانا حسین احمد نجیب نے "مناظرہ عجیب" کے نام سے تحذیر الناس کے مشکل مقامات کی تشریح وتوضیح کی ہے۔ مکتبہ قاسم العلوم، کراچی سے اول بار جولائی ۱۹۷۸ء میں شائع ہوئی۔

(۲۱). پنڈت دیانند سوسوتی کے ۱۰ اعتراضات کے جواب میں مرتب ہوئی۔ حضرت کے مایہ ناز شاگرد فخرالحسن گنگوہی کے مقدمہ کے ساتھ کراچی اور لاہور سے متعدد ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔ عام دستیاب ہے۔ (۲۲). قبلہ نما انتصار الاسلام کی دوسری جلد کہا جاسکتا ہے۔ جس میں پنڈت سرسوتی کے ایک اعتراض کا جواب دیا گیا ہے۔ یہ کتاب بازار میں دستیاب نہیں ہے البتہ دیوبند مکتب فکر کے کتب خانوں میں ملتی ہے مثلاً اس کا ایک نسخہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند جس پر اشاعت درج نہیں ہے۔ جامعہ اشرفیہ کی الصیانہ لائبریری میں موجود ہے۔ حالت اس کی بھی نازک ہے۔ (۲۳). مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آبا کی" اقبال کا مصرعہ ہے جو نظم "خطاب بہ جوانان اسلام" محررہ ۱۹۱۴ء سے تعلق رکھتا ہے۔ (۲۴). علامہ اقبال، زبور عجم، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، طبع اول ۱۹۹۱ء، ص: ۱۰۶۔